رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Regd. No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور

تار کا پتہ:- الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ″
سہ ماہی ۷ ″
ماہوار ۲½ ″

یوم :- چہار شنبہ

فی پرچہ ۱۰/ـ

۵ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ | ۲۷ ظہور ۱۳۳۱ھش - ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۰۲

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۶ اگست۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کو ٹمپریچر شام کو سو تک ہو جاتا ہے۔ کمزوری بدستور ہے۔ غنودگی قدرے کم ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصی دعائیں بدستور جاری رکھیں۔

تہران میں اسلامی ملکوں کی کانفرنس

تہران ۲۶ اگست۔ ایران کے مشہور مذہبی رہنما علامہ آیت اللہ کاشانی نے کہا ہے کہ اسلامی ملکوں کے باہمی روابط کو بڑھانے اور مزید ترقی دینے کے لئے عنقریب تہران میں ایک کانفرنس منعقد کی جائیگی۔

جینوا کانفرنس میں مسئلہ کشمیر پر بات چیت شروع ہوگئی

جینوا ۲۶ اگست۔ سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر فرینک گراہم کی صدارت میں آج یہاں مسئلہ کشمیر پر بات چیت شروع ہوگئی۔ پاکستان کی نمائندگی وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کر رہے ہیں۔ ہندوستان کی طرف سے وہاں کے وزیر دفاع مسٹر گوپالا سوامی آئنگر گفت و شنید میں حصہ لے رہے ہیں۔ اختلاف اس سوال پر ہے۔ کہ لڑائی بند ہونے کی حد کے دونوں طرف کتنی اور کس قسم کی فوجیں رہنی چاہئیں۔ یہی چیز اس مسئلہ کے حل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی ہے۔ کانفرنس کی تمام کارروائی خفیہ رکھی جائیگی۔

نگران کونسل کی رکنیت کیلئے شام اور عراق میں مقابلہ

دمشق ۲۶ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ اقوام متحدہ کی نگران کونسل کی رکنیت کے لئے شام عراق کے مقابلے میں کھڑے ہونے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ عراق کے وزیر خارجہ نے کہا تھا۔ کہ یہ معاملہ پہلے عرب لیگ میں پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن شام کی طرف سے یہ مشورہ مسترد کر دیا گیا۔

۴ لاکھ امریکی مزدوروں کی ہڑتال

واشنگٹن ۲۶ اگست۔ امریکہ میں کوئلہ کی کانوں میں کام کرنے والے ۴ لاکھ مزدوروں نے دس روز سے کام بند کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے کوئلہ کی پیداوار بند ہوگئی ہے۔ کان کنی کے حادثوں میں جو مزدور ہلاک ہوگئے ہیں۔ ان کی یاد میں مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔

پاکستانی فوج کا ایک طیارہ ضلع جہلم میں کھیوڑہ کے قریب گر کر تباہ ہوگیا

تمام کے تمام ۱۸ مسافر ہلاک۔ ہلاک ہونیوالوں میں صاحبزادہ اعتزاز الدین احمد بھی شامل ہیں

لاہور ۲۶ اگست۔ ہوائی فوج کا ایک طیارہ آج صبح ضلع جہلم میں کھیوڑہ کے قریب گر کر تباہ ہوگیا۔ یہ جہاز ایک خاص پرواز پر لاہور سے پشاور جا رہا تھا۔ اس میں اٹھارہ آدمی سوار تھے۔ جن میں سے تین جہازی عملے سے تعلق رکھتے تھے۔ خیال ہے کہ یہ سب کے سب ہلاک ہوگئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں پاکستان سپیشل پولیس کے انسپکٹر جنرل جناب صاحبزادہ اعتزاز الدین احمد بھی شامل ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وزارت دفاع ہلاک ہونے والوں کی فہرست کل شائع کرے گی۔ اطلاع ملتے ہی لاہور اور جہلم کے کئی افسر حادثہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ حادثہ کھیوڑہ سے چھ میل شمال میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پیش آیا ہے۔ اس کی سب سے پہلی اطلاع قریباً ۲½ بجے بعد دوپہر پہنچی۔ جو سپیشل پولیس کے دفتر کو جہلم سے وائرلیس کے ذریعہ ملی۔ خبر ملتے ہی سپیشل پولیس کا دفتر بند کر دیا گیا۔

پٹ سن کی تجارت کی موجودہ کساد بازاری عارضی ہے (فضل الرحمٰن)

ڈھاکہ ۲۶ اگست۔ وزیر تجارت مسٹر فضل الرحمٰن نے اعلان کیا ہے۔ کہ پٹ سن کی تجارت کی موجودہ کساد بازاری عارضی ہے۔ کیونکہ اس بات کا قوی امکان ہے۔ کہ حالت عنقریب سدھر جائے گی۔ آج انہوں نے یہاں اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس میں پٹ سن کی صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا۔ کہ ہندوستان کے ساتھ پٹ سن کا کاروبار چار یا پانچ ہفتہ میں نہیں تو چار یا پانچ ماہ کے اندر اندر پاکستان کے حق میں بہت اہمیت اختیار کرے گا۔ اس ضمن میں انہوں نے ہندوستان کے وزیر تجارت کے اس بیان کا بھی ذکر کیا۔ جو انہوں نے پچھلے دنوں کلکتہ میں دیا تھا۔ اور جس میں کہا تھا۔ کہ اگر ہندوستان نے پاکستان سے پٹ سن نہ منگوایا۔ تو کارخانوں کے لئے کافی مقدار میں پٹ سن مہیا نہ ہو سکے گا۔ مسٹر فضل الرحمٰن نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان ناجائز برآمد پر ۴

ص تکیہ کئے بیٹھا ہے۔ انہوں نے زور دیا۔ کہ پٹ سن کی ناجائز برآمد کو روکنا نہایت ضروری ہے۔ اور حکومت کے سخت اقدامات کے نتیجے میں وہ یقیناً روک دی جائے گی۔ اس ضمن میں انہوں نے بتایا۔ کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۹۴۹ء ۱۹۵۰ء میں یعنی دو سال کے اندر اندر سالانہ پانچ لاکھ سے ۸ لاکھ گانٹھوں تک پٹ سن کی ناجائز برآمد ہوتی رہی ہے۔

سندھ میں ٹڈی دل کی روک تھام

حیدرآباد ۲۶ اگست۔ سندھ میں ٹڈی دل کی روک تھام کے سلسلے میں جو کارروائیاں کی گئی تھیں۔ وہ کامیاب رہی ہیں۔ اسی طرح کپاس کی کھڑی فصلوں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا ہے۔ متعلقہ محکمے کے بروقت اقدامات کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ فصلیں بالعموم بچی رہیں۔

مصری کابینہ میں عنقریب ردّ و بدل کیا جائیگا۔ دو نئے وزراء کی شمولیت کا اعلان

قاہرہ ۲۶ اگست۔ مصر کے وزیر اعظم علی ماہر پاشا نے کہا ہے۔ کہ وہ عنقریب اپنی کابینہ میں ردّ و بدل کریں گے۔ اس وقت وزارت خارجہ وزارت داخلہ اور وزارت جنگ کے محکمے خود وزیر اعظم کے چارج میں ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے دو عہدوں پر وہ دو نئے اشخاص مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ علی ماہر پاشا ایک خاص قانون کے ذریعہ سیاسی پارٹیوں کو از سر نو منظم ہونے کا حکم دیں گے۔ لیکن یہ حکم ایسی صورت میں دیا جائیگا۔ کہ اگر سیاسی جماعتوں نے اپنی اپنی جماعت کو جنرل نجیب کی خواہش کے مطابق بد دیانت عناصر سے پاک کرنے میں مستعدی نہ دکھائی۔

پاکستانی جہازوں پر سعودی وزراء کا خیر مقدم

جدہ ۲۶ اگست۔ پاکستانی بحری بیڑے کے دو تباہ کن جہاز طغرل اور طارق آج کل خیرسگالی کے دورے پر ارض مقدس گئے ہوئے ہیں۔ وہ ایام حج کے اختتام تک جدہ کی بندرگاہ میں لنگر انداز رہیں گے۔ آج سعودی عرب کے ولیعہد وزیر خارجہ امیر فیصل اور بعض دوسرے بڑے بڑے عہدہ داران پاکستانی جہازوں پر گئے۔ جہازوں کے کپتان اور دیگر عملے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک معرفت کا خزانہ عطا کیا گیا ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)

”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے۔ (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے۔ اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ وہی ایک پہلوان ہے۔ جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ .... وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا۔ وہ محروم ازلی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

سندھ میں غنڈہ ایکٹ نافذ کیا جائیگا

حیدرآباد ۲۶ اگست۔ حکومت سندھ عنقریب ایک غنڈہ ایکٹ نافذ کر رہی ہے۔ اس کے نفاذ پر سب سے پہلے سکھر اور حیدرآباد میں عمل ہوگا۔ غنڈوں کو شہر بدر کرنے کی بجائے انہیں نظربند کر دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مجوزہ قانون کا مسودہ مکمل ہونے ہی والا ہے۔

قاہرہ ۲۶ اگست۔ اگلے مہینے یہاں عرب ریاستوں میں متعینہ مصری سفیروں کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

عید الاضحیٰ کے متعلق مسائل

(از مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت سلسلہ عالیہ احمدیہ)

عید الاضحیٰ جو عرفِ عام میں بڑی عید کہلاتی ہے۔ قریب آ رہی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ عید سے متعلقہ مسائل جن کا ثبوت قرآن کریم اور سنت نبوی سے ملتا ہے۔ شائع کر دیئے جائیں تاکہ احباب جماعت ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے عید ادا کریں۔

(۱) عید الاضحیٰ ہر سال ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

(۲) عید میں حتی الوسع تمام مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو شامل ہونا چاہیئے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے ثابت ہے کہ آپ عید کے دن کو ایک قومی خوشی کا دن قرار دیتے تھے۔ اس لئے اس روز تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی ظاہری حالت اور ہیئت سے بھی یہ اظہار کریں کہ وہ اس خوشی میں شریک ہیں۔ لیکن غیر شرعی رسموں اور لغویات سے پرہیز بہرحال ضروری ہے

(۴) عید کے لئے غسل کر کے اچھے لباس میں اور حتی الوسع خوشبو وغیرہ لگا کر جانا چاہیئے

(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں عید عموماً عیدگاہ میں ادا ہوتی تھی۔ لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ بعض موقعوں پر آپؐ نے مسجد نبوی میں بھی عید ادا کی ہے

(۶) عید الاضحیٰ کا وقت چاشت کے ابتدائی حصہ سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ سورج ایک نیزہ کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ آجکل کے موسم کے لحاظ سے صبح قریباً ۶ بجے سے عید الاضحیٰ کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

(۷) عید الاضحیٰ میں سب سے پہلے دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ نماز سے پہلے یا بعد کوئی نوافل یا سنتیں مسنون نہیں ہیں۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے۔ پھر حسب توفیق کسی جانور کی قربانی دی جاتی ہے۔

(۸) آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ جب آپ عید سے فارغ ہو کر واپس آتے۔ تو راستہ تبدیل کر لیا کرتے تھے۔ یعنی جس راستہ سے عید پڑھنے جاتے۔ واپسی پر اس راستہ سے نہ آتے تھے۔ بلکہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔

(۹) نماز عید کے لئے نہ اذان دی جاتی ہے۔ اور نہ اقامت کہی جاتی ہے۔

(۱۰) امام تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں بلند آواز سے کہتا ہے اور ہر دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتا ہے۔ تمام مقتدی امام کی اقتداء میں آہستہ آواز میں تکبیر دہراتے ہیں اور اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں

(۱۱) نماز عید کی قرأت جہری ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں عموماً سورۃ اعلےٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ تلاوت کیا کرتے تھے

(۱۲) نماز سے فارغ ہو کر امام خطبہ دیتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر خطبۂ عید میں عید سے متعلقہ مسائل خصوصاً قربانی کی تشریح بیان فرمایا کرتے تھے۔

(۱۳) خطبہ کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد مزید دو دنوں یعنی ۱۲ ذوالحجہ تک کی جا سکتی ہے۔

(۱۴) قربانی اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ بھیڑ اور دنبہ کی دی جاتی ہے۔

(۱۵) قربانی کے جانور کے لئے شرط ہے کہ وہ "مسنّہ" ہو۔ جسے پنجاب میں "دوندا" کہتے ہیں اونٹ عموماً چھٹے سال میں "مسنہ" ہوتا ہے۔ لیکن گائے اور بکری علی الترتیب تیسرے اور دوسرے سال میں قربانی کے قابل ہو جاتی ہیں۔

(۱۶) دنبہ کے لئے "مسنّہ" ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر ان کی عمر چھ ماہ ہو جائے۔ تب بھی انہیں قربانی کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔

(۱۷) قربانی کا گوشت خود استعمال کرنے کے علاوہ رشتہ داروں۔ دوستوں۔ ہمسائیوں کو بھجوانا چاہیئے اور غرباء اور مساکین کو بھی دینا چاہیئے۔

(۱۸) جو جانور قربانی کے لئے ذبح کیا جائے اس کا تمام گوشت اور کھال صرف ان جگہوں پر صرف کرنا چاہیئے جو بیان ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور مصرف میں نہیں لانا چاہیئے۔ حتیٰ کہ قصاب کو جس نے قربانی کا جانور ذبح کیا ہو اس کے گوشت کا کچھ حصہ یا کھال بطور اجرت دینا منع ہے البتہ اگر گوشت بچ جائے۔ تو ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۹) قربانی کا جانور صحیح سالم اور حتی الوسع اچھا پلا ہوا ہونا چاہیئے۔ بیمار یا ایسا جانور جس کا کان کٹا ہو یا اندھا یا کانا ہو یا لنگڑا ہو یا جس کا سینگ ٹوٹا ہو۔ قربان نہیں کرنا چاہیئے۔ م

(۲۰) عید الاضحیٰ کے دن اور اس کے بعد دو دن تک بلند آواز سے تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔ تکبیر کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد یہ تکبیریں دس ذی الحجہ کو نماز فجر کے بعد شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کو عصر کی نماز تک پڑھتے رہنا چاہیئے۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ایک اندرونی شاہد

سیاسی مخالفین احمدیت دنیا کو اس دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں کہ احمدیوں کا مذہب جُدا۔ پیشوا جُدا کتاب جُدا۔ نیز یہ کہ احمدی مسلمان آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے۔ العیاذ باللہ طالبانِ حق کے لئے ذیل میں بیعت کے وہ الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے کو دہرانے پڑتے ہیں۔ بیعت کے یہ الفاظ ہمارے عقائد پر ایک اندرونی شاہد کے طور پر ہیں۔ ؎

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (دو مرتبہ)

میں ..... آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ قرآن کریم اور احادیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہونگا۔ آپ جو نیک کام مجھے بتائیں گے۔ ان میں آپ کا ہر طرح فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوبُ الیہ (دو مرتبہ)

رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نفسی واعترفت بذنبی فَاغْفِرْ لی ذُنُوبی فانہٗ لا یغفر الذنوبَ اِلّا اَنْتَ (دو مرتبہ)

"اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین"

الناشر

شبیر احمد۔ بی اے۔ مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ ضلع جھنگ

نوٹ:۔ یہ مضمون پوسٹر کی صورت میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ دفتر مجلس مرکزیہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے

اشاعت لٹریچر

(از مکرم انچارج صاحب تالیف و تصنیف تحریک جدید ربوہ)

مادیت کی تباہ کاریوں اور کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے دنیا کے مذہبی رجحانات میں بڑی زبردست تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ ہمیں جو خطوط دنیا کے مختلف ملکوں سے موصول ہو رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے متعلق لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ اور احمدیت کی مساعی دلچسپی اور توجہ کا موجب بن رہی ہیں چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ابھی کچھ پیچھے کی بات ہے کہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے ایک ریسرچ سکالر نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لئے "تحریک احمدیت" کا عنوان اختیار کیا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر اگر اسلام کے محاسن، قرآن مجید کے فضائل اور پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے متعلق ہمارا لٹریچر مختلف کالجوں، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں میں موجود رہے تو تحقیق کرنیوالوں اور سنجیدہ طلبہ کو ہم سے روابط قائم کرنے کی تحریک ہوتی رہے گی۔ اسلئے میں صرف اڑھائی صد دوستوں کو خطاب کرنا چاہتا ہوں۔ جو دیباچہ قرآن کریم انگریزی و انگریزی تفسیر القرآن کی کاپیاں خرید کر اپنے اپنے طور پر ایسی لائبریریوں میں رکھوائیں۔ جہاں وہ محفوظ بھی رہیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نظر بھی ان پر پڑتی رہے۔ یا ان کی رقم بھجوا دیں تا ہم ان کی طرف سے دنیا کی مختلف اہم لائبریریوں میں یہ کتب رکھوا دیں۔ قیمتیں درج ذیل ہیں۔

تفسیر القرآن انگریزی جلد اول	۲۵/-/-
تفسیر القرآن انگریزی جلد دوئم	۱۲/-/-
دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی	۶/-/-

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء

احساسِ کمتری

احراری اخبار "آزاد" اپنی ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے

شیخ اسمٰعیل پانی پتی نے ۲۳ اگست ۱۹۵۲ء کے الفضل میں اعلان کردیا کہ "احمدیت کا کمزور پودا آج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ جس کا سایہ دنیا کے تمام براعظموں پر چھایا ہوا ہے"۔ بے شک یہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ مگر شیخ صاحب اجازت فرمائیں تو اتنی ترمیم اس میں کردی جائے کہ صرف انہی براعظموں پر اس تناور درخت (بقول حضرت تاج الدین انصاری ۶ فٹ ۲ انچ کے مرتد) کا سایہ چھایا ہوا ہے۔ جہاں ان کے خدا برطانیہ اور ان کے خدا کے حلیف امریکہ کا تسلط ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ ان برطانوی جاسوسوں اور امریکی مرغ دست آموزوں کا ایک تبلیغی مشن بھی کسی ایسے علاقہ میں نہیں جہاں روس کا تسلط ہے۔ آج روس ہی سب سے بڑا مذہب دشمن ملک ہے، اور اشتراکیت ہی سب سے بڑا وہ نظریہ ہے جو اسلام سے ٹکرا رہا ہے۔ مگر اسلام کے نام پر مرزائیت کی تبلیغ ایسے سارے مقامات پر تو کی جاتی ہے۔ جہاں اسلام پہلے مقبول ہے مگر روس اور اشتراکیت کو راہِ راست پر لانے کے لئے نہ بڑے مرزا صاحب نے کوئی کوشش کی۔ اور نہ چھوٹے میاں سبحان اللہ نے ان کے ہاں کسی مشن کو تبلیغ کے لئے بھیجا۔ آخر اس میں بھی تو کوئی راز ہے

بے خودی بے سبب نہیں غالب

(آزاد ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء)

خیر۔ احراریوں نے یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ سوا ایسے ممالک کے جہاں روس کا دور دورا ہے احمدی مسلمان تبلیغ کا فریضہ ادا کررہے ہیں۔ چونکہ روس کا اثر کسی پورے براعظم پر نہیں ہے۔ اس کا اثر صرف براعظم یورپ کے ایک حصہ پر ہے اور اس کے مقابل براعظم یورپ کی کئی طاقتیں فرانس۔ اٹلی۔ سپین۔ یونان۔ ٹرکی۔ پرتگال وغیرہ ہیں۔ اسی طرح روس کا اثر براعظم ایشیا کے کچھ حصہ پر ہے۔ باقی تمام ایشیا اس کے اثر سے آزاد ہے۔

اس لئے "آزاد" نے یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ احمدی مسلمانوں کا یہ دعوےٰ کہ وہ ایک ایسا درخت ہے۔ جس کا سایہ تمام براعظموں پر چھایا ہوا ہے۔ سو فی صدی درست ہے۔

باقی رہ گیا روس سو یہ علاقہ ہم نے احراریوں اور مودودیوں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ فی الحال وہ انہی کے بھائی بند ہیں۔ احراری تو روسیوں کی طرح "سرخ پوش" ہی ہیں۔ اور مودودی صاحب کا نظریہ (اسلام؟) بھی بقول مولوی محمد حنیف صاحب ندوی بھی اشتراکیت ہی کی طرح کا ایک "ازم" ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ کے قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اسلام سے قطعاً کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ احراری اور مودودی جلد از جلد روس میں اپنے مشن کھولیں گے۔

لطف یہ ہے کہ دو روز ہوئے مودودیوں کے اخبار "تسنیم" میں بھی مسیح موعودؑ کے ایک ایمان افروز قول پر جو اسی مضمون کا زیب عنوان ہے خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ چنانچہ روزنامہ "تسنیم" لکھتا ہے۔

۲۳ اگست کے "الفضل" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا دوسرا عنوان مرزا غلام احمد کا یہ قول ہے۔

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کررہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں"۔

الفضل" کے مدیر "سر دبیر" نے اپنے مرزا جی کا یہ قول تو شائع کردیا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو گئے کہ مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہمیں کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ مگر یہ نہ سوچا کہ مرزا جی کا یہ "ارشاد" ان دنوں کا ہے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ یعنی جب ان کا "کاشتکار" برعظیم پاک و ہند میں موجود تھا۔ اور نہایت جانفشانی سے اپنے پودے کی آبیاری اور حفاظت کررہا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ کب گوارا کرسکتا تھا کہ اس کے کاشت کئے پودے کو کوئی شخص اکھاڑنے کی جسارت کرے۔ اس لئے اگر اپنے کاشتکار کی قوت کے بل بوتے پر مرزا صاحب نے کوئی ایسا ویسا الہام تراش لیا تو اس پر بغلیں بجا بجا کر خوش ہونا کہاں کی دانشمندی ہے۔ چوہدری صاحب کو یہ تو سوچ لینا چاہیئے تھا کہ مرزا جی کے دوسرے "الہامات" کا جو حشر ہوا ہے کہیں اس الہام کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ مرزا صاحب کے "کاشتکار" کی موجودگی میں تو واقعی مسلمانوں کی کوششیں بار ور نہ ہوسکتی تھیں۔ مگر چوہدری صاحب! اب تو کبھی نہ ڈوبنے والا سورج غروب ہوچکا ہے۔ اور مرزا جی کی بابرکت دعاؤں اور ان کے امتیوں کی مخلصانہ کوششوں کے باوجود انگریز کو اپنا بوریا بستر گول کرکے سات سمندر پار چلا جانا پڑا ہے اور خدا کے فضل سے مسلمان آزاد ہوگئے ہیں۔ وہ اب اس کے کاشت کئے ہوئے شجر خبیثہ کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دینے پر تلے ہوئے ہیں انگریز کے مخلص نیازمند اگرچہ ان کے عزائم کی راہ کا پتھر بننا چاہتے ہیں۔ مگر آخر کب تک؟ وقت بہت قریب آرہا ہے۔ اس کے جھاڑ جھنکاڑ سے امت محمدیہ نجات حاصل کرے گی"۔ (تسنیم ۲۵ اگست ۱۹۵۲ء)

اس تحریر میں مودودیوں نے احراریوں سے بھی کچھ بڑھ کر اپنے احساس کمتری کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے من گھڑت اشتراکی اسلام کی اخلاقی قوت ذرا ملاحظہ ہو کہ لاکھ دو لاکھ احمدی مسلمانوں کی جڑ اکھاڑنے کے لئے حکومتی اقتدار کی دریوزہ گری کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہیں۔ یہ وہی بات ہے۔ جس طرح "فسانہ آزاد" کا مشہور کیریکٹر خوجی کہا کرتا ہے۔

"لانا تو میری قرولی"

مولانا آپ کی قرولی اب ہمیشہ کے لئے گم ہوچکی ہے۔ اب وہ زمانہ گیا۔ جب بقول آپ کے "خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے"۔ اب خونی ملاؤں کو پردۂ دنیا کے کسی حصہ پر کبھی وہ اقتدار حاصل نہیں ہوسکتا جو ان کو فیج اعوج میں حاصل رہا ہے۔ جب وہ علمائے حق پر کفر و ارتداد کے فتوے جڑ کر انہیں قتل کروایا کرتے تھے۔

باقی رہی اسلامی حکومت تو آپ کی اشتراکی من گھڑت فرقہ وارانہ (اسلامی؟) حکومت پاکستان میں کبھی قائم نہ ہوگی۔ جو اسلامی حکومت یہاں قائم ہوگی۔ انشاء اللہ وہ اسلام کے حقیقی وسیع اصولوں پر قائم ہوگی۔ جو اسلام کے سب فرقوں کے لئے قابل قبول ہوگی۔ جس میں فرقہ پرستی کا یقیناً دم گھٹے گا۔ مگر احمدی مسلمانوں کے لئے دریا اور مچھلی کی مثال ہوگی۔ بقول غالب ؎

نہ اپنی برقِ تیغ ادا پر نازِ فرہاد
مرے دریائے بے تابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی

اسلامیہ کالج کے لئے

اسلامیہ کالج کمیٹی کے آنریری سیکرٹری مسٹر جسٹس خورشید زمان نے ایک پریس کانفرنس میں اسلامیہ کالج کے لئے ڈی۔ اے۔ وی کالج کی عمارت کے مطالبہ کے گڑھے مردہ کو پھر اکھاڑنے کی کوشش فرمائی ہے۔ آپ نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ

وہ اسلامیہ کالج ایسے عدیم النظیر قومی ادارے کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر ڈی۔ اے۔ وی کالج کی عمارت اسلامیہ کالج کو دے دے۔" (آفاق ۲۶ اگست)

اس کے متعلق روزنامہ "مغربی پاکستان" کے ایک ادارتی نوٹ کے حسب ذیل الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

"انجمن حمایت اسلام کا یہ کالج (اسلامیہ کالج) گھاٹے پر نہیں چل رہا۔ اول تو انجمن کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ ایف۔ سی کالج کی طرح اسلامیہ کالج کو بھی شہر سے دور مفید اراضی حاصل کرکے تعمیر کرتی۔ لیکن معلوم نہیں انجمن اس ضروری کام کی طرف کیوں دھیان نہیں دیتی"۔ (روزنامہ مغربی پاکستان ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء)

اسلامیہ کالج انجمن حمایت اسلام کا ادارہ ہے۔ جو ایک لوکل ہی نہیں بلکہ پاکستان میں سب سے بڑی انجمن ہے۔ اور اسکو کئی اطراف سے خاص امداد ملتی ہے۔ پچھلے سال حکومت نے بھی کافی امداد منظور کی ہے۔ باوجود اس کے خود کالج گھاٹے پر نہیں چل رہا۔ مگر تعجب ہے کہ وہ ایک مہاجر کالج سے عمارت چھیننے کے درپے ہے جو لاکھوں روپیہ کی عمارت اور سامان مشرقی پنجاب میں چھوڑ کر آیا ہے۔ پھر جس ناگفتہ بہ حالت میں یہ عمارت اس کو دی گئی تھی اس کا ذکر لفظوں میں کرنا مشکل ہے۔ اب تک تعلیم الاسلام کالج بیشمار روپیہ اس کی درستی پر خرچ کرچکا ہے۔

روزنامہ مغربی پاکستان نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک وقت تھا کہ انجمن حمایت الاسلام کو یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ وہ مقبرہ جہانگیر کا بیرونی حصہ کالج کے لئے لے لے لیکن معلوم نہیں پھر اس میں کیا دقتیں پیش آگئیں۔

کالج کی عمارت کے علاوہ انجمن کی اور بھی بہت سی جائداد شہر میں واقعہ ہے۔ اگر وہ کچھ حصہ اس کا فروخت کرکے روزنامہ مغربی پاکستان کے مشورہ کے مطابق شہر سے دور اراضی حاصل کرکے کالج تعمیر کرلے۔ تو دوسروں پر ڈاکہ ڈالنے کی اسے ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ مسٹر جسٹس خورشید زماں کا ایک طے شدہ امر کو از سر نو چھیڑنے سے کیا مطلب ہے؟

انوکھا جمہوری اصول

"زمیندار" لکھتا ہے :۔

"بدقسمتی سے انگریز کے زمانہ میں قادیانیوں کو پھلنے پھولنے کا موقعہ ملتا رہا۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ جمہوری اصول کے مطابق ان کو ایک علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے"۔ (زمیندار ۱۵ اگست ۵۲ء)

عزت مآب ممتاز دولتانہ وزیر اعظم پنجاب نے پچھلے دنوں پراونشل کونسل لیگ کے اجلاس میں ثابت کیا تھا کہ دنیا میں تو یہ کبھی نہیں ہوا کہ اکثریت نے اقلیت کو خود جدا کرنے کا مطالبہ کیا ہو۔ ایسا مطالبہ ہمیشہ اقلیتوں کی جانب سے ہی ہوتا رہا ہے۔ معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب زمیندار کس دنیا کا "جمہوری اصول" پیش فرما رہے ہیں۔

خاتم السیاست

مولانا یعقوب الرحمٰن صاحب عثمانی لکھتے ہیں :۔

"نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے ساتھ ساتھ خاتم السیاست تھے"

پھر "خاتم السیاست" کی تشریح یوں کرتے ہیں :

"سلطنت و جہانبانی کے لئے جس اعلیٰ تدبر اور بے مثل سیاست کی ضرورت تھی آپ کے مبارک و مقدس عمل نے ثابت کر دکھایا کہ بہترین تدبیر مملکت اور اعلیٰ اور مقدس سیاست میں بھی آپ پوری دنیا کے رہنما ہیں۔ آنے والی دنیا قیامت تک آپ کے خوشہ چین رہے گی"

(دین الحق جون ۱۹۵۲ء ص ۵۷)

"خاتم السیاست" کے انہی معنوں کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے خاتم الانبیاء کا یہ مفہوم بیان فرمایا ہے :۔

"وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور جو شخص بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی)

اگر مولانا عثمانی کا مفہوم درست ہے تو حضرت مرزا صاحب نے خاتم الانبیاء کا مندرجہ بالا مطلب بیان کرتے ہوئے کونسا جرم کیا ہے؟

کیا صحابہ کرامؓ و صوفیائے عظام بھی اقلیت ہیں؟

:۔ "زمیندار" نے ایک گذشتہ اشاعت میں کہا ہے کہ قادیانی لوگ اپنے تئیں احمدی کہتے ہیں۔ لہٰذا وہ مسلمان نہیں کہلا سکتے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مبدا و معاد میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام محمدیت حقیقت کعبہ سے متحد ہو کر مقام احمدیت کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے تمام امت محمدیہ خصوصاً صحابہ کرام۔ مجددین ملت و صوفیائے عظام۔ شمع رسالت کا پروانہ ہونے کے لحاظ سے محمدی بھی تھے اور احمدی بھی۔

فرمائیے حضرت مجدد ثانی کی اس تشریح کے بعد صحابہ و صوفیائے عظام بھی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں یا انہیں بھی اقلیت قرار دینا ضروری ہے؟

کمیونزم کا سرخ سیلاب اور زمیندار

زمیندار نے مسلمانان پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ کمیونزم کے سرخ سیلاب سے بچنے کا کوئی سامان کریں۔

جہاں تک اپیل کا تعلق ہے اس کی اہمیت و افادیت سے کسی کو انکار نہیں مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ اس "سرخ سیلاب" کی روک تھام کے لئے اس نے ان لال کرتے والوں کو کیوں دعوت دے رکھی ہے جو روس سے گہری عقیدت رکھتے اور صاف صاف کہتے ہیں :۔

"کمیونزم زخمی کی چیخ ہے زربند کی آہ اسیر کی تڑپ ہے۔ اس کا جواب میں کیا دوں۔ وہ عملی زندگی کا شاہکار ہے۔ کمیونزم کی اسلام سے کوئی جنگ نہیں۔ کمیونزم کی ٹکر امپیریلزم سے ہے۔ میں تو خود پوچھتا ہوں کہ اسلام ہے کہاں جس سے کمیونزم کی ٹکر ہے۔ بے شک روس کا نظام خسرۃ الاخرۃ ہے لیکن ہمارا نظام تو خسرۃ الدنیا والآخرۃ ہے"۔

(بخاری آزاد ۹ دسمبر ۱۹۴۹ء و مساوات ۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

تابوت میں بند لاش

گذشتہ پنجاب الیکشن کے موقعہ پر اخبار "آزاد" نے لکھا تھا :۔

"مرزائیت کی لاش تابوت میں بند ہوچکی" (۱۶ اپریل ۱۹۵۱ء)

"انشاء اللہ مرزائیت کو چناب کے کنارے اب ہچکیاں آئیں گی اور یہ متعفن لاش چناب ہی کی لہروں کے سپرد کر دی جائے گی"۔ (۱۴ مئی ۱۹۵۱ء)

احراری اور دیگر علماء کس درجہ شجاع اور بہادر ہیں کہ وہ "تابوت میں بند لاش" کا مقابلہ کرنے کے لئے صوبہ بھر میں زبردست تنظیم قائم کر رہے ہیں۔ جلسے جلوس اور مظاہروں کے ذریعہ گورنمنٹ سے فریاد کی جا رہی ہے کہ وہ اس "لاش" کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اکثریت کو اس کے "عالمگیر فتنہ" سے نجات دلائے۔

غرضیکہ یہ "لاش" کچھ اس قدر بے پناہ طاقت کی مالک ہے کہ تمام "فدایان ختم نبوت" تو الگ رہے بڑے بڑے علماء، مفتیان و لیڈران پر بھی اس کی ہیبت سے لرزہ طاری ہے۔ یا للعجب!

احراری شعلہ بار لیکچراروں سے تین سوال

۱۔ مسلمانوں کو غیر مسلم اور کافر بنانے میں آپ کی "گرانقدر خدمات" سے کسی کو انکار نہیں۔ مگر کیا کبھی کسی کافر کو مسلمان بنانے کی بھی توفیق ملی ہے؟

۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ایک ناجی فرقہ کے بالمقابل ۷۲ فرقوں کی خبر دی تھی آپ بتائیں کہ کیا آپ ان بہتر فرقوں میں شامل ہیں یا آپ ان سے ایک جدا اقلیت ہیں؟

۳۔ قائد اعظم کی زندگی میں آپ قائد اعظم کو کافر اعظم اور پاکستان کو پلیدستان کہا کرتے تھے اور اب احمدیوں کی مخالفت میں ان کے احترام کے معنے ایک سیاسی فریب کے ہیں یا نہیں؟

آغاز جنگ میں شکست پر دستخط

احرار کا ناقابل خصوصی "آزاد" لکھتا ہے :۔

"حجۃ الاسلام حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم رحمہم اللہ کے علمی اسلحہ اس نبوت کو موت کے گھاٹ نہ اتار سکے (تب) مجلس احرار کے مفکر اکابر نے جنگ کا رخ بدلا۔ نئے ہتھیار تھے اور علمی بحث و نظر کے میدان سے ہٹ کر سیاست کی راہ سے فرنگی سیاست کے شاہکار پر حملہ آور ہو گئے"۔ (۳۰ اپریل ۱۹۵۱ء)

ثابت ہوا کہ احرار نے جماعت احمدیہ سے جنگ شروع کرتے ہی علمی میدان میں اپنی شکست پر دستخط کر دیئے تھے۔ نیز ان کی موجودہ ہنگامہ آرائی سیاست کے لئے ہے علم و مذہب کی خاطر نہیں۔

کون مفتری ہے؟

موجودہ وقت کے علماء تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ انگریز کے "ایجنٹ" اور جاسوس تھے۔ مگر مسیح موعود کے زمانہ میں "مسلمانوں کے ایڈووکیٹ" علماء برطانوی حکومت کے "حضور" دست بستہ عرض کیا کرتے تھے۔

"گورنمنٹ کے حضور میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ قادیانی۔ کو خیر خواہ سلطنت نہ سمجھے۔ اس کے دعویٰ خیر خواہی پر گورنمنٹ اس سے سوال کرے کہ اگر تم خیر خواہ سلطنت ہو۔ تو تمہاری پیشگوئی ہشت سالہ سے کیا غرض ہے"۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۷۶)

"گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پُر حذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی کاذبانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا"۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۸)

آل مسلم پارٹیز کنونشن کو فیصلہ کرنا چاہیئے کہ موجودہ اور گذشتہ علماء میں سے کون مفتری ہے اور کون راستباز؟

عیسائی مرتدین سے بسم اللہ کیجئے!

احمدی مسلمان ہیں یا مرتد اس بات کا فیصلہ تو کافی وقت طلب ہے۔ مگر وہ عیسائی مرتد جو پہلے اسلام کی آغوش میں تھے اور اب مسیحیت کے علمبردار بنے ہوئے ہیں تمام اسلامی فرقوں کے لحاظ سے متفق طور پر مرتد تسلیم کئے جاتے ہیں۔

اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ اگر ہمارے علماء ارتداد کی سزا پر عمل کرنے میں واقعی بے تاب ہیں تو انہیں ایک لمحہ سوچے بغیر "عیسائی مرتدین" سے بسم اللہ کر دینی چاہیئے۔ امید ہے کہ اس مبارک کام کے اختتام تک احمدیوں کے ارتداد کا بھی فیصلہ ہو جائیگا اور علماء بے فکر ہو کر "آئین اسلامی" کا عملی نفاذ کر سکیں گے۔ عیسائیوں کو ابھی سے ہوشیار ہو جانا چاہیئے تلوار ادھر کا رخ بھی کرنے کو ہے مگر وہ یاد رکھیں یہ تلوار اسلام کی نہ ہوگی احرار کی ہوگی۔

پنجاب ترقی کی شاہراہ پر

مندرجہ بالا عنوان سے زمیندار نے اپنے "استقلال نمبر" میں بتایا ہے کہ پنجاب نے امسال کس طرح مختلف شعبوں مثلاً تھل پروجیکٹ۔ آب پاشی۔ بحالی مہاجرین۔ تعلیم۔ بجلی سڑکوں۔ صنعت و حرفت اور طبی امور وغیرہ میں ترقی کی ہے۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس سال ان امور کے علاوہ ایک عظیم الشان جذبہ میں اضافہ کا فخر بھی اہالیان پنجاب کو حاصل ہوا ہے اور وہ ہے "جذبہ ختم نبوت"۔ جس کا واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے باوجود عام جلسے اور مظاہرے ہوئے۔ احمدیوں کے گھر اور دوکانیں دن دہاڑے لوٹی گئیں مصنوعی جنازے بنا کر "ختم نبوت" کی شایان شان ماتم کیا گیا اور سب سے بڑا کرم یہ کہ "فدایان ختم نبوت" نے کتوں کو "محمد ظفر اللہ خان" ظاہر کر کے جوتیاں لگائیں اور علماء کی قیادت میں ننگا ناچ کیا گیا۔

سمجھ نہیں آتا کہ اتنی اہم چیز کا ذکر "زمیندار" جیسے "محافظ ختم نبوت" کے قلم سے کیوں فراموش ہوگیا؟

ولادت

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ عبدالغفور خان صاحب سنوری سابق تحصیلدار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نومولود کا نام عبدالمالک خان تجویز فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو خادم دین بنائے۔ آمین

ناشر احمدی ڈائرکٹر شعبہ اطلاعات احمدیہ کراچی

"اس طرح تو کسی مسلمان کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا"

"زمیندار" کی موجودہ اور سابقہ روش میں تضاد کی ایک واضح مثال

مسعود احمد

"اسلام و عقائد کا انحصار اقرار باللسان پر ہے جو شخص کہتا ہو میں مسلمان ہوں۔ صرف خدا کو قابل پرستش سمجھتا ہوں حضور علیہ السلام اور دوسرے انبیاء پر ایمان لاتا ہوں کتب سماوی پر بھی اٰمنت کا نعرہ لگاتا ہوں۔ فرشتوں اور قیامت کا بھی قائل ہوں۔ پھر اسے مسلمان کیوں نہ سمجھا جائے۔ . . . .

کوئی دل کو چیر کر دیکھ ہی نہیں سکتا۔ نہ ضمیر میں اتر بن کر ڈوب سکتا ہے۔ پھر ایک مسلمان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا مکفرین نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ مسلمان کو کافر کہنے والا کون ہوتا ہے؟ اس طرح تو کسی مسلمان کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا"۔

(زمیندار)

آجکل "زمیندار" کو یہ جنون سوار ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی اتحاد برقرار رکھنے اور مسلمان کہلانے کے لئے ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ ختم نبوت کے اس مفہوم کو صحیح تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ جو "زمیندار" کے "مولانا" اور ہمچو قسم علماء نے خود گھڑا ہے۔ اور گھڑا بھی اس شکل میں ہے کہ ائمہ سلف کا مسلک ایک لمحہ کے لئے ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ آج اس کے نزدیک مسلمان کہلانے کا دارومدار "اقرار باللسان" پر نہیں بلکہ "اقرار بالقلب" پر ہے۔ اور وہ "اقرار بالقلب" بھی جس کو جانچنے کا کوئی پیمانہ موجود نہیں ہے۔ عقائد کے ایک "خاص الخاص" مفہوم کا ہونا چاہیئے محض اسلام کا نہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبدالرحمٰن عزام پاشا نے مفتی مصر الشیخ حسنین مخلوف کے خلاف اس لئے بیان دیا کہ انہوں نے بعض دشمنان پاکستان کے کہنے میں آکر آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کے خلاف کفر کا فتوےٰ دیا تھا۔ تو "زمیندار" آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے منہ میں جھاگ ڈالا کر دنیائے عرب کے نامور سیاستدان جناب عبدالرحمٰن عزام پاشا کو بے نقط سنا ڈالیں اور جوش میں آکر اپنے سٹاف رپورٹر کے حوالہ سے یہاں تک لکھ دیا۔

"مفتی مصر اس امر کے اہل ہیں کہ وہ قادیانیوں کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے متعلق فتوے دے سکیں۔ یہ خالص دینی معاملہ ہے۔ اور ہمارے لئے مفتی مصر کا ارشاد واجب التعظیم اور لائق تقلید ہے لیکن ہم عبدالرحمٰن عزام بے یا مصر کے کسی برطانوی مہرے کی مذہب کے معاملے میں بکواس کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے"۔

(زمیندار ۱۰ جولائی ۵۲ء)

عبدالرحمٰن عزام پاشا نے ایسی کیا کہہ دیا تھا کہ "زمیندار" آپے سے باہر ہو کر گالیوں پر اتر آیا اور انہیں برطانوی مہرہ قرار دینے اور ان کے بیان کو بکواس سے تعبیر کرنے میں اسے تامل نہ ہوا؟ سو ان کی "زیادتی" یا "اندھیر گردی" جس پر "زمیندار" کی شرافت یکدم رخصت ہو گئی۔ اور وہ واہی تباہی بکنے لگا یہ تھی کہ وہ بے چارے بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تقلید میں کہہ بیٹھے۔

"ہر وہ شخص جو کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور ساتھ ہی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ وہ خود بخود مسلمان بن جاتا ہے"۔ (ڈان ۶ جنوری ۱۹۵۲ء)

اب اگر یہ کہنا کہ ــــ "جو شخص توحید اور رسالت کا قائل ہے اور قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہے عرف عام میں مسلمان ہے ــــ بکواس کہلا سکتا ہے۔ اور اس کا کہنے والا برطانوی مہرہ تو اس "گوہر فشانی" کی زد تو نعوذ باللہ حضرت قائداعظم پر بھی پڑتی ہے۔ کیونکہ یہی اصول تھا۔ جس پر آپ آخر دم تک قائم رہے۔ آپ نے اسی اصول پر بلا تفریق و امتیاز تمام مسلمان کہلانے والوں کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کر کے ایک ناقابل تسخیر سیاسی اتحاد کی بنیاد ڈالی اور اس اتحاد میں احمدیوں کو بھی اسی طرح شریک رکھا جس طرح دیگر فرقہ ہائے اسلام کے ماننے والوں کو۔ اور پھر ان خطابات (برطانوی مہرہ اور بکواس وغیرہ) کا خود زمیندار بھی کچھ کم حقدار نہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ میں وہ خود بھی یہی کچھ کہتا رہا ہے۔ بے شک آج اس کی کاروباری مصلحتیں اسے اس کے خلاف کہنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ لیکن آخر ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ جب قائداعظم زندہ تھے اور "زمیندار" میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ اس اصول کے خلاف لب کشائی کر سکتا۔ لب کشائی تو کجا وہ تو خود اس اصول کا زبردست علمبردار بنا ہوا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کے ایڈیٹوریل اور مضامین اس حقیقت پر گواہ ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو حسب ذیل عبارت پڑھ دیکھئے۔ "زمیندار" کے مدیر شہیر تحریر فرماتے ہیں

"اسلام و عقائد کا انحصار اقرار باللسان پر ہے۔ جو شخص کہتا ہو میں مسلمان ہوں۔ صرف خدا کو قابل پرستش سمجھتا ہوں۔ حضور علیہ السلام اور دوسرے انبیاء پر ایمان لاتا ہوں۔ کتب سماوی پر بھی اٰمنت کا نعرہ لگاتا ہوں فرشتوں اور قیامت کا بھی قائل ہوں پھر اسے مسلمان کیوں نہ سمجھا جائے"؟ (زمیندار ۱۹ دسمبر ۴۷ء)

اب بتائیے عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل نے اس سے سوا کیا بات کہی تھی۔ کہ زمیندار نے انہیں "برطانوی مہرہ" اور "بکواس" کے خطاب سے نوازدیا اگر وہ بے چارے ان خطابات کے حقدار ہیں تو اسی بناء پر "زمیندار" کے مدیر مسئول کیوں حقدار نہیں؟ انصاف سے دیکھا جائے تو "زمیندار" کے مسئول تو ان سے بہت بڑھ کر حقدار ٹھہریں گے۔ اس لئے کہ ان حضرت نے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آگے چلکر قائداعظم کے پیشکردہ اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہاں تک لکھ ڈالا۔ کہ

"کوئی دل کو چیر کر دیکھ ہی نہیں سکتا نہ ضمیر میں اتر بن کر ڈوب سکتا ہے۔ پھر ایک مسلمان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا مکفرین نے یہ بھی سوچا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا کون ہوتا ہے؟ اس طرح تو کسی مسلمان کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا"۔ (زمیندار ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء)

"زمیندار" کی موجودہ روش کے بالمقابل ان حوالوں کو پڑھنے سے نہ صرف عبدالرحمٰن عزام پاشا کی پوزیشن صاف ہو جاتی ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس وجہ سے حضرت قائداعظم پر جو حرف آتا تھا۔ وہ دور ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایک مزید بات یہ واضح ہوتی ہے۔ کہ واقعی اس طرح تو کسی کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ مولانا اختر علی خان کی کاروباری مصلحت آج احمدیوں کو اقلیت قرار دینے پر مجبور کر رہی ہے۔ کل یہی مصلحت شیعوں پر ہاتھ صاف کرائے گی۔ اور پھر وہ دن بھی دور نہیں ہیں کہ اسی مصلحت کے ہاتھوں اہلحدیث اور اہل قرآن قربان گاہ اقلیت سازی کی بھینٹ چڑھیں گے۔ لے دے کے بالآخر رہ جائیں گے ایک مولانا اختر علی خان جنہیں دنیا دیدۂ عبرت نگاہ سے دیکھ کر کہے گی۔ کہ یہ ہیں ملت کو زندہ درگور کرنے والے "صاحب ایمان" یعنی یہ کہ دنیا کے پردے پر واحد مسلمان۔

رہا یہ معمہ کہ پہلے زمیندار کچھ کہتا تھا۔ اور اب کچھ کا کچھ کہہ رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ دونوں میں سے کونسی بات کو درست سمجھا جائے یہ بیان کہ جو بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے سیاسی اتحاد میں شریک ہو سکتا ہے صحیح ہے یا یہ کہ جب تک کوئی شخص مخصوص عقائد کے ایک خاص مفہوم پر دل سے ایمان نہ لائے۔ وہ عرف عام میں مسلمان نہیں کہلا سکتا؟ سو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ بات وہی درست ہے۔ جو قائداعظم کے اصولوں اور ان کے طرز عمل کے مطابق ہے۔ لیکن اگر زمیندار کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ تو دونوں ہی درست ہیں۔ اس نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ بھی مصلحت پر مبنی تھا۔ اور جو کچھ اب کہہ رہا ہے وہ بھی مصلحت سے خالی نہیں۔ جب قائداعظم زندہ تھے تو پرچہ بکنے کی یہی صورت تھی۔ کہ وہ کچھ لکھا جائے جو قائداعظم کے فرمودات کے عین مطابق ہو۔ اب جبکہ وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ تو آمد کے نئے نئے وسائل پیدا کرنے کی خاطر اگر ان کے اصولوں کو خاک میں بھی ملانا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ قائداعظم اور ان کے اصول زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ زمیندار کے دفتر سے "کاروباری مصلحت زندہ باد" کا نعرہ ضرور بلند ہوتا رہے۔

جماعت احمدیہ کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھنے کی وجہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اپنے الفاظ میں

(از مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی اے آف تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

اشتہار مجریہ ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا۔ اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی۔ کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے محمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا۔ کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ محض اس لئے رکھا۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت کا طریق دعوت و تبلیغ نہایت نرمی اور صلح و آشتی کے طریق پر ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی تجلی کا ظہور ہے۔ اس کی وضاحت حضرت اقدس کی ایک ڈائری سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے سوا اور آدمی کے نام کی طرف منسوب ہونا بدعت قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو:۔

"اس جماعت کا نام احمدی رکھا جانے پر کسی نے سنایا۔ کہ کوئی اعتراض کرتا تھا۔ کہ یہ نیا نام ہے۔ اس پر گفتگو ہوئی حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"لوگوں نے جو اپنے نام حنفی۔ شافعی وغیرہ رکھے ہیں۔ یہ سب بدعت ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے جو دیگر کل اسماء کا علیٰ الترتیب رحمٰن رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔ حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے۔ جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا ہے۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی۔ جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰؑ نے آنحضرتؐ کا نام محمد بتلایا (صلی اللہ علیہ وسلم) کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے آپ کا نام احمد بتلایا۔ کیونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے۔ اس واسطے اس کا نام احمدی ہوا۔ جس طرح جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور وہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا۔ اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا۔ اور کسی نے مالکی۔ اور کسی نے شیعہ۔ اور کسی نے سُنّی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پس مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں۔ محمدی یا احمدی۔ محمدی اس وقت جب جلال کا ظہور ہو۔ احمدی اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔" (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء)

اس جلالی اور جمالی نام کی مفصل تشریح آپ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"محمدؐ کے معنی میں شان محبوبیت ہو یدا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے۔ کیونکہ محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا پس یہ معشوقانہ صفت ہے۔ اور جلال اس کے لازم حال ہے۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا ظہور نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کرنے والا۔ اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی۔ عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے۔ جو جمالی صفات ہیں۔ الغرض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے اندر عاشقانہ وصف رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا بردار ہے" (الحکم ۲۳ر اگست ۱۹۰۱ء)

یہی وجہ تھی۔ کہ جب فروری ۱۹۰۱ء میں اس وقت کے ہندوستان کی مردم شماری ہونے والی تھی۔ تو دوستوں کی اس خواہش پر کہ چونکہ مردم شماری کے رجسٹر میں ہر ایک مذہب کے ماتحت فرقوں کا بھی خانہ ہوتا ہے اور اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ کس فرقہ میں کس قدر افراد شامل ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں گورنمنٹ سے درخواست کی کہ میرا اور میری جماعت کا نام مردم شماری میں مسلمان فرقہ احمدیہ لکھا جائے۔

اس اشتہار میں جس کا اقتباس اوپر درج ہو چکا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کیلئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کیلئے پسند کرتے ہیں۔ وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے پکاریں"۔ (اشتہار ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء)

الغرض حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے احمدی مذہب کے مسلمان۔ یا مسلمان فرقہ احمدیہ کے افراد کہلوانا پسند فرماتے تھے۔ اور اس تخصیص کی اغراض اغراض محض مردم شماری کروانا تھا۔ نیز احمدی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جمالی کی طرف جس کا اظہار حضرت مرزا صاحب آپ کے خلفاء اور آپ کی جماعت کرتی رہی اور کر رہی ہے۔ یعنی صلح و آشتی۔ صبر و شکر اشارہ ہے۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کہلانے پر ہی مصر ہیں۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین الخ

اس کی تفسیر ہے۔ آپ نے جو کچھ پایا۔ آپ ہی کی غلامی میں پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

کوئٹہ کی جماعت کا قابل رشک نمونہ

جامعۃ المبشرین کی عمارت کے چندہ کی فراہمی کی غرض سے خاکسار اور مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین کوئٹہ گئے۔ اس مخلص جماعت سے جامعہ کی عمارت کے لئے مبلغ تین ہزار نو روپے نقد اور پانچ چھ سو روپیہ کے وعدے حاصل ہوئے۔ کوئٹہ کی مخلص جماعت نے اس چندے کے ادا کرنے میں جس اخلاص کا ثبوت دیا ہے۔ وہ قابل صد مبارکباد ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمارے جانے سے چند دن پہلے اپنی لوکل ضروریات اور دار التبلیغ کی تیاری کیلئے یہ جماعت قریباً چھ ہزار روپے چندہ کر چکی تھی۔ لیکن ہمیں چندہ دیتے ہوئے کسی فرد کی طرف سے کسی قسم کی بے چینی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ بلکہ نہایت خوشی سے یا تو نقد چندہ دیا یا جس نے وعدہ کیا۔ اس نے خود ہمیں روپیہ پہنچا دیا۔ اور اس سے مانگنے کی نوبت نہ آئی پھر جو وعدے ہمیں حاصل ہوئے تھے وہ سو فی صدی پورے ہوئے

علاوہ ازیں اس جماعت کے خدام۔ انصار۔ لجنہ اماء اللہ۔ ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ نے الگ الگ اس میں حصہ لیا۔ اور پوری تگ و دو کی کہ زیادہ سے زیادہ چندہ جمع ہو۔

جماعت کے امیر مکرم میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نے نہایت محبت اور اخلاص کا ثبوت دیا۔ اور جب تک وفد کوئٹہ میں رہا اپنا قیمتی وقت وقف کئے رکھا۔ اسی طرح جماعت کے نائب امیر مکرم جناب شیخ کریم بخش صاحب نے نہ صرف یہ کہ ۱۵۵۰/- روپے کی گراں قدر رقم ہمیں دی۔ بلکہ چندہ کی فراہمی کے ضمن میں اپنے اوقات کو خرچ کیا۔ اور موٹر اسپورٹ کا بھی انتظام کیا۔ سید قربان حسین شاہ صاحب قائد خدام نے اپنی پوری ہمت سے ہماری مدد کی۔ لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد احمدیہ کی صدر اہلیہ صاحبہ مرزا معظم بیگ صاحب نے اپنے حلقہ اور چھاؤنی سے چندہ جمع کر کے دیا۔ اسی طرح سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حلقہ اسلام آباد نے بھی باوجود تنگیٔ وقت کے نہایت سرعت سے چندہ اکٹھا کیا۔ اطفال کے مربی مکرم حکیم محمد الدین صاحب نے اطفال میں تحریک کی اور ان سے ایک خاصی رقم جمع کی۔ الغرض جماعت کے تمام انتظامی حصوں نے تعاون کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

انفرادی لحاظ سے بہت سے دوستوں نے چندہ اکٹھا کر کے دیا۔ اور بعض نے اپنے غیر احمدی دوستوں

وی پی طلب کرنا

اپنے آپ کو اور سلسلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔ سیدھا اور محفوظ طریق یہ ہے کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوائی جائے۔ اس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ وی پی طلب کرنے کے لئے پہلے آپ ایک کارڈ یا لفافہ دفتر کو لکھتے ہیں۔ جو دو یا تین دن میں دفتر کو ملتا ہے پھر دفتر ہذا کی طرف سے وی پی بھجوایا جاتا ہے۔ جو آٹھ دس دن میں طلب کنندہ کے پاس پہنچتا ہے۔ طلب کنندہ کے وی پی چھوڑ الینے کے بعد بعض دفعہ تو صرف آٹھ دس دن میں رقم دفتر ہذا میں پہنچتی ہے۔ مگر خریدار اسی دن سے پرچہ کا منتظر رہتا ہے۔ کہ جس دن اس نے وی پی چھوڑ ایا تھا

بسا اوقات وی پی چھوڑائے جانے کے بعد ڈاکخانہ کی دفتری کاروائی یا غفلت میں پھنس جاتا ہے۔ اسلئے دفتر اس لحاظ سے معذور ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس رقم نہیں آئی۔ اور خریدار اس لحاظ سے پریشان ہونے میں ایک حد تک حق بجانب ہوتا ہے۔ کہ وہ ڈاکخانہ کو رقم دے چکا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ وی پی کا خرچ (منی آرڈر کی فیس کے علاوہ) مزید پانچ آنہ خریدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس وی پی منگوانے میں ایک تو اٹھارہ بیس دن کا انتظار کرنا ریا بعض صورتوں میں جب کہ وی پی ڈاک خانہ میں پھنس جائے۔ مہینوں کا انتظار دگنا خرچ اور گم شدگی کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر منی آرڈر میں ایک خریدار چار یا پانچ دن میں بہت کم خرچہ پر پرچہ جاری کرا سکتا ہے۔ آپ قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجواتے ہوئے کوپن پر جو چاہیں لکھ دیجئے رقم ملتے ہی پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔ آپ کو انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ نئے خریدار خصوصی وی پی منگوانے سے اجتناب فرمائیں۔ اور اپنے آپ کو اور دفتر ہذا کو نقصان رقم اور وقت سے محفوظ رکھیں:۔

(مینیجر)

خط و کتابت کرتے وقت

اور منی آرڈر کے کوپن پر خریداری نمبر اپنا نمبر چٹ پر ہوتا ہے، ضرور لکھ دیا کریں۔ بغیر نمبر کے تعمیل مشکل ہے

(مینیجر الفضل)

...سے بھی چندہ لے کر دیا ہے فجزاھم اللہ احسن الجزا فی الدارین خیرا۔ جن دوستوں نے سو یا سو سے زیادہ رقم ہمیں دی ہے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) مکرم و محترم شیخ کریم بخش صاحب اینڈ سنز ۔۔۔ ۱۵۵۰ روپے

(۲) مکرم و محترم ملک کرم الٰہی صاحب وکیل ۔۔۔ ۱۰۰ "

(۳) مکرم و محترم ڈاکٹر سراج الحق صاحب ۔۔۔ ۱۰۰ "

(۴) مکرم و محترم مرزا معظم بیگ صاحب ۔۔۔ ۴۰ "

(۵) محترمہ مسز جنرل آدم خانصاحب ۔۔۔ ۱۰۰ "

(۶) مکرم و محترم مرزا محمد امین صاحب چمن وعدہ ۔۔۔ ۵۰۰ "

(۷) مکرم و محترم کیپٹن عبد الرحمن صاحب نقد ۲۰/- وعدہ ۳۰/- کل ۔۔۔ ۵۰ "

الغرض جماعت کوئٹہ کا نمونہ قابل رشک ہے۔ ہم ان سب احباب کا جنہوں نے جامعۃ المبشرین کی عمارت کے لئے چندہ دیا۔ اور چندہ فراہم کرنے میں کوشش کی ۔۔۔ شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان پر اپنے فضلوں کی بارش کرے اور ان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

ملک سیف الرحمن پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ

زکوٰۃ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے آپ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (نظارت بیت المال ربوہ)

سید عبد الحی صاحب متوجہ ہوں

میرے بھائی سید عبد الحی صاحب قبل از دو ماہ (اسکردو) گلگت گئے تھے۔ مگر ابھی تک ان کے پہنچ جانے کی اطلاع نہیں ملی۔ اگر کسی صاحب کو ان کے موجودہ ایڈریس کا پتہ ہو تو براہ کرم مجھے اطلاع فرمائیں اگر وہ خود پڑھیں تو جلد از جلد اپنے حالات سے آگاہ کریں۔ ان کے ساتھ احمد خاں صاحب تبتی بھی تھے ان کا بھی کوئی پتہ نہیں ہے۔

برکات احمد معرفت شیخ فضل حق سیٹھی اینڈ سنز جنرل مرچنٹ جہلم

دعائے مغفرت

میرے چھوٹے بھائی عزیز زبیر اللہ بعمر سوا دو سال مورخہ ۲۴-۸-۵۲ بروز اتوار انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کی مغفرت۔ والدین کو نعم البدل نیز پسماندگان کو صبر جمیل سے نواز ے۔

محمد برکت اللہ سنت نگر لاہور مکان ۱۱ دشنو گلی ۲

— میرا لڑکا فاضل احمد بعمر ۱۴ سال ایک ہفتہ سے ملیریا کی وجہ سے صاحب فراش ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

ایم غلام محمد ٹیلر بلاک ۱۴ اسلم بلڈنگ ہاؤس سرگودھا۔

درخواستہائے دعا

— عاجز کافی عرصہ سے بیمار ہے اور مشکلات میں ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے

مرزا عبد المنان راحت گوالمنڈی راولپنڈی۔

— میرا چچا زاد بھائی محمد اصغر عرصہ تین ماہ سے دماغی بیماری میں مبتلا ہے اور اس وقت دماغی ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ بشیر شاہد لائلپور

— میری لڑکی امۃ اللطیف خونی پیچش اور بخار کی وجہ سے از حد نحیف اور لاغر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے سخت تشویش پیدا ہو گئی ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ حافظ مبین الحق شمس ڈراخمین ۲۰۷/۳ مارٹن روڈ کراچی ۵

— ماسٹر محمد یوسف صاحب ٹیچر ملک کالج لاہور کی والدہ صاحبہ چار پانچ ماہ سے بعارضہ تپ دق بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے بدرد دل سے دعا فرمائیں۔

— میری لڑکی عزیزہ سلمیٰ جو بعارضہ پلورسی (ذات الجنب) بیمار تھی اب بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے ہم چند یوم تک ربوہ چلے جائیں گے انشاء اللہ

دستخط غلام غوث ۱۶ چرچ روڈ پرانی انارکلی بالمقابل ثقافہ لاہور

— میرا چھوٹا بھائی عزیزم عبد الرؤف راحت جماعت دہم کی بائیں بازو کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی احباب دعائے صحت فرمائیں۔ عبد الشکور ربوی

مسلم لیگ کیلئے لمحۂ فکریہ

باہمی عناد اور چپقلش کا مرقع

مغربی پاکستان میں احرار نے احمدیہ جماعت کے خلاف جو فتنہ اٹھا رکھا ہے۔ اس کے متعلق مشرقی پاکستان کے اخبار جو رائے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ ان مضامین کی جزئیات کس حد تک صحیح ہیں۔ یہ معاملہ درحقیقت خواجہ ناظم الدین صاحب اور ان کے اہل وطن کا ہے۔ لیکن ہم صرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ نے کس طرح سارے ملک میں فساد اور اختلاف پیدا کر دیا ہے اور کس طرح ہر خیال کے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے سچے بھی ہوں گے اور بعض مبالغہ کرنیوالے بھی ہوں گے۔ مگر بہر حال نتیجہ ظاہر ہے۔

(ادارہ)

ڈھاکہ کا مشہور ہفتہ وار اخبار "اتفاق" اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ جولائی ۵۲ء میں رقمطراز ہے "کہا جاتا ہے کہ کار پردازانِ مسلم لیگ کے باہمی جھگڑے انتہا تک پہنچ چکے ہیں۔ مرکزی اور صوبائی وزراء اپنے ذلیل سے ذلیل فوائد کے لئے بھی سب کچھ کر گذرنے کو تیار ہیں یہ حصول طاقت و غلبہ کی جد وجہد مرکزی اور صوبائی دونوں قسم کی مجالس وزراء میں نمایاں ہے سردار عبد الرب نشتر مرکز کی وزارتِ عظمیٰ حاصل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں اور یوں خواجہ ناظم الدین کے خوفناک رقیب بن چکے ہیں۔

یہ بات سردار صاحب کے حق میں ہے کہ اگرچہ انہیں صوبہ سرحد میں اپنے حلقۂ انتخاب میں کوئی اثر حاصل نہیں۔ اور وہ ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں ناکام ہوئے تھے لیکن انہیں ریشہ دوانیوں میں ید طولےٰ حاصل ہے۔ کراچی کے باخبر حلقوں میں یہ افواہ بھی گرم ہے کہ وزارت عظمیٰ کے بارے میں مس فاطمہ جناح کی ہمدردی بھی سردار صاحب کو حاصل ہے۔ خواجہ پارٹی آہستہ آہستہ اپنا اثر و رسوخ کھوتی جاتی ہے۔ کیونکہ اب تک ان کا رویہ خود غرضانہ اور دو رخہ رہا ہے۔ انہوں نے مغربی پاکستان کے لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اردو کو حکومت کی زبان بنانے کا سوال اٹھایا۔ لیکن مشرقی پاکستان کی رائے عامہ سے وہ ڈر گئے۔ اور اب انہیں کچھ سوجھتا نہیں۔ اور اردو کی حمایت کا انہیں حوصلہ نہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ قابلیت کے میدان میں وہ بالکل ہیچ ہیں اور ڈاکٹر سر ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ انکا گھبرانا ایک طبعی امر ہے۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سر ظفر اللہ کیوں ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔ مختلف خلاف قانون چالیں اور داؤ پیچ جو انہوں نے اختیار کئے ہیں وہ ظفر اللہ جیسے قانون دان۔ بین الاقوامی شہرت والے ماہر سیاست کو پسند نہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ بنیادی اصولوں کی وضع کرنے والی کمیٹی سے انہوں نے اسی بنا پر استعفیٰ دیا ہے۔

خواجہ گروپ نے چوہدری صاحب کی عزت کو بٹہ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو کر وہ ان کے خلاف اس بنا پر کہ وہ اعتقاداً اور عملاً قادیانی ہیں۔ فرقہ دارانہ جذبات ابھارنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے وہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہتے ہیں چنانچہ وہ تنگ نظر علمائے دین سے کہلوا رہے ہیں کہ قادیانی غیر مسلم ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان خود غرض عہدوں کے بھوکوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ قائداعظم کے دستور عمل۔ اتحاد۔ یقین اور ضبط کے خلاف یہ باہمی نفرت کا راگ قوم کے لئے بحیثیت مجموعی کسقدر خطرناک اور مہلک ہے۔ حصول طاقت کے جنون میں اپنے ذلیل مقاصد کے حصول کے لئے یہ لوگ کمینہ سے کمینہ حرکات بھی کر گذریں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اس غرض کی خاطر یہ لوگ تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو کے اصول پر عملدر آمد کر رہے ہیں۔ بنگالی غیر بنگالی کا سوال اٹھایا جا رہا ہے شرقی پاکستانی اور غربی پاکستانی کا سوال اٹھایا جا رہا ہے۔ سندھی۔ پنجابی۔ پنجابی۔ پٹھان۔ قادیانی غیر قادیانی شیعہ سنی وغیرہ کا سوال اٹھایا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ مرکز اور صوبوں میں بھی حصول اقتدار کے لئے باہم رسہ کشی ہو رہی ہے صوبائی وزیر علی الخصوص پنجاب اور صوبہ سرحد کے وزیر دعوے رکھتے ہیں کہ ملک کے اصلی نمائندے تو ہم ہیں یہ مرکزی وزیر تو محض نامزد شدہ وزراء ہیں۔ جن کا حلقہ اختیارات اور ذمہ داریاں بھی محدود ہیں۔ اسلئے وہ مرکزی مدبران کے احکام اور ہدایات کو زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ مرکزی وزراء کہتے ہیں کہ انتخاب کے سوال کو الگ رکھا جائے تو اصل حکومت تو ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور حکومت کے معاملات میں آخری فیصلے کا حق ہمیں کو پہنچتا ہے۔

مسٹر نور الامین وزیر اعلیٰ صوبہ بنگال کبھی کبھی اپنی منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں۔ وہ بھی خوب جانتے ہیں۔ کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں عوام میں کچھ بھی قبولیت حاصل نہیں۔ اور وہ عوام کے نمائندہ ہی نہیں رہے۔ انہوں نے چوبیس حلقوں کے ضمنی انتخاب التوا میں ڈال رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ لیگ کے ممبروں کی ایک اہم جماعت ان کی مخالف ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عبد القیوم خاں کی وزارت سرحد اور میاں ممتاز دولتانہ کی وزارت پنجاب بھی اپنے حلقۂ اثر میں زیادہ ہر دلعزیز نہیں ہیں۔ لیکن عبد القیوم خان کے حق میں یہ بات ضرور کہی جا سکتی ہے۔ کہ انہوں نے آمرانہ پالیسی اختیار کر کے اپنی پوزیشن مضبوط کر لی ہے ممتاز دولتانہ نے باوجود بعض حد بندیوں کے۔ بعض تجاویز ایسی جاری کی ہیں۔ جو آخر کار لوگوں کی بہتری کا موجب ہوں گی۔ مثلاً انہوں نے تمام قانون تحفظ کے تحت گرفتار کئے ہوئے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ اور کمیونسٹ قیدیوں کے لئے الاؤنس کا انتظام کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسی اصلاح ہے۔ جس کی مثال مسلم لیگ کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

یہ امر کہ خواجہ صاحب کی پارٹی اور ممتاز دولتانہ میں کچھ ان بن ضرور ہے۔ آجکل باخبر حلقوں میں اس کا خاص چرچا رہتا ہے۔ اس راز کا بھانڈا تو اب چوراہے میں پھوٹ چکا ہے۔ کہ خواجہ شہاب الدین کی پارٹی ممتاز دولتانہ کو پنجاب کی وزارت اعلیٰ سے برطرف کرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ کیونکہ ممتاز دولتانہ ایک آزاد خیال اور با اصول آدمی ہیں۔ خواجہ شہاب الدین جیسا آدمی ایسے آدمی کی برداشت نہیں کر سکتا۔ مرکز پر خواجہ شہاب الدین چھائے ہوئے ہیں۔ اس لئے دولتانہ مرکز کے ظلم کا شکار ہونے کو ہیں۔ پچھلے دنوں دولتانہ کی تحریک پر مشرقی اور مغربی پنجاب کی مشترکہ پریڈ ہوئی۔ اور مظاہرہ ہوا۔ جس میں سر چند و لال گورنر مشرقی پنجاب اور لالہ بھیم سین سچر وزیر مشرقی پنجاب بھی شامل ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مرکزی حکومت نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور دولتانہ صاحب سے جواب طلبی کی ہے۔ کہ دولت مشترکہ کی پالیسی کے خلاف ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی قانونی اور اصولی اعتراض اس پر پڑتا ہو۔ لیکن کیا یہ تقریب مرکز کے علم کے بغیر منائی گئی؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں۔ بلکہ دولتانہ صاحب نے تو اسے خوب مشتہر کیا تھا۔ اور عوام کی رضامندی حاصل کی تھی۔ اور کسی نے اس وقت اس تحریک کے خلاف انگلی تک نہ اٹھائی۔ یہ بات امن اور صلح سے اسی وقت رک جاتی۔ اگر مرکز نے بروقت اعتراض اٹھایا ہوتا۔ اب دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔ ہم تو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ دولتانہ صاحب بہت خوش قسمت ہوں گے۔ اگر ان پر اسی طرح ہندوستان کے ساتھ ساز باز کر کے متحدہ صوبہ پنجاب قائم کرنے کی تہمت کا الزام نہ لگایا گیا۔ جیساکہ حسین شہید سہروردی پر متحدہ بنگال قائم کرنے کی نیت کا الزام لگایا جاتا ہے۔

خواجہ پارٹی والے۔ صوبہ سندھ کی کھوڑو پارٹی سے لڑ پڑے ہیں۔ انہیں کچھ سوجھتا نہیں۔ وہ دعوتوں اور پارٹیوں پر اندھا دھند روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ اور دعوتوں پر دعوتیں اور پارٹیوں پر پارٹیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن کراچی کے سمجھدار طبقے کو اپنے ساتھ ملا نہیں سکے۔

مشرقی بنگال کے لیگیوں کی باہمی شکر رنجیاں خواجہ پارٹی کو پریشان کر رہی ہیں۔ مسٹر نور الامین کی جماعت۔ موہن میاں کے ساتھیوں کے ساتھ بالکل گذر نہیں کر سکتی۔ موہن میاں کی پارٹی خواجہ پارٹی کی بنوائی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس دن سے خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم ہوئے ہیں۔ اسی دن سے موہن میاں فرید پوری ایک برائے نام کرایہ ادا کر کے خاص محل کے دریائی علاقے کی زرخیز زمین کے سینکڑوں بیگھوں کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ سرکاری حلقوں کی خبر ہے کہ نور الامین اور تفضل علی صاحب ان زمینوں پر پابندیاں عاید کرنے والے ہیں۔ ایک سرکاری بیان کے مطابق کسی شخص کو ۱۰۰ بیگھے سے زیادہ پر قبضہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ موہن میاں عجیب مخمصے میں پھنس گئے ہیں۔ اور اپنے اخبار "ملت" میں عوام کے خیالات کی ترجمانی کے روپ میں اپنے غصے کا اظہار کر چکے ہیں۔ یہ عوام کے مفاد کی فکر ہی ہے۔ جو نور الامین مفیض الدین اور لیگ کے سرکردگان کو اس کثرت سے کراچی کے چکر کاٹنے پر مجبور کر رہی ہے۔ اخبار "سنگ باد" جو نور الامین گروپ کا اخبار ہے۔ اور اخبار مورننگ نیوز جو خواجہ کے ساتھیوں کا اخبار ہے۔ پچھلے دنوں آپس میں الجھ پڑے تھے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ ہوا کا رخ کدھر کو ہے۔ سوجھ بوجھ والے حلقوں کی ایک اطلاع کے مطابق مسٹر نور الامین نے خواجہ شہاب الدین کی پناہ لی ہے۔ وہ چترال میں ان کے ساتھ چار دن تک رہے۔ افواہ ہے کہ مسٹر نور الامین کو ہدایت دی گئی ہے۔ کہ موہن میاں کو ان مراعات سے محروم نہ کریں۔ جو انہیں اتنے عرصہ سے حاصل ہیں۔ مسٹر تفضل علی وزیر مال اب پچھتا رہے ہیں۔ کہ وہ موہن میاں سے کیوں بگڑے رہے۔ وہ تلافی مافات کے لئے کوئی راستہ نکالنے کی کوشش میں ہیں۔ مولانا اکرم خاں پھر صوبائی لیگ کی پریذیڈنسی کے متمنی ہیں۔ اور خواجہ صاحب کی امداد کے بدلے میں ان کے ساتھیوں کی امداد کو تیار ہیں۔ لیکن وہ موہن میاں کی تائید کے لئے تیار نہیں ہیں۔

موجودہ حالات میں یہ بتانا آسان نہیں ہے۔ کہ اس سر پھٹول کا انجام کیا ہو گا؟ ذاتی بڑائی کی خواہش مختلف مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن تعجب خیز امر یہ ہے۔ کہ یہ خود غرض عہدوں کے متلاشی بعض دفعہ اپنے مشترک دشمن یعنی رائے عامہ کے خلاف متحدہ محاذ بھی قائم کر لیتے ہیں۔ مسلم لیگی حکومت کے ماتحت عوام کی تکلیف اور مصیبت بڑھتی جائیگی۔ اور ممکن ہے کہ بالآخر سارے پاکستان پر محیط ہو جائے۔